ڈاکٹر سجاد علی رئیسی*

شبلی کی سیرت نگاری میں ادبیت، ایک جائزہ

Abstract: *Allama Shibli Nomani has a unique and noteworthy status in the art of biography. He started to write down the biography of those personalities "Heroes of Islam" who have a remarkable educational background in the Islamic world. Shibli Nomani has an eminent and predominant role in the art of biography. Shibli concerns with the movement of Aligarh and relationship with Nidwa-tul-Ulma. Allama Shibli established his relationship with the former era but meanwhile he was also impressed with modernism. In this research article the Urdu writing skills of Shibli Nomani in his famous book "Serat un Nabi" have been discussed.*

شبلی نعمانی جہاں سیرت نگار اور مذہبی عالم دین ہیں، وہیں پر وہ اردو ادب کے ایک بہترین انشاء پرداز بھی ہیں۔ان کا زیادہ تر کام مذہبی نوعیت کا ہے۔ان کی تصانیف میں سب سے مشہور تصنیف "سیرت النبی" ہے۔جسے انہوں نے دو جلدوں میں تحریر کیا ہے۔اس کے علاوہ انہوں نے تاریخ اسلام کی عظیم شخصیات کی سوانح عمریں بھی تحریر کی ہیں۔ان کا یہ تمام کام اردو زبان میں ہے۔ان کی تمام تصانیف بالخصوص سیرۃ النبی کو پڑھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے کہ یہ اردو ادب کی کتاب ہے یا مذہبی کتاب ہے۔

شمس العلماء علامہ محمد شبلی نعمانی(1857- 1914) دنیائے علم و ادب کی ایک ممتاز اور کثیر الجہت شخصیت تھے۔وہ ادیب، محقق، مورخ، نقاد، شاعر، متکلم اور عالم دین تھے۔مولانا الطاف حسین حالی نے علامہ شبلی کی ہمہ جہت شخصیت کے بارے میں کہا ہے کہ

ادب اور مشرقی تاریخ کا ہو دیکھنا مخزن
تو شبلی سا وحید عصر و یکتائے زمن دیکھیں۔

اردو ادب میں آپ کا مقام دو جہتوں سے وجود معروف ہے۔ایک تو آپ اردو کے بلافصل ادیب تھے۔سیرت نگاری، سوانح نگاری، تاریخ نگاری کو منظم انداز میں سب سے پہلے اردو ادب میں آپ ہی نے پیش کیا۔"شعر العجم" اور موازنہ انیس و دبیر" جیسی کتابیں تحریر کرکے اردو تنقید میں اپنا مقام پیدا کیا۔اس لئے علماء ہندوستان آپ کو اردو تنقید کے بنیاد گزاروں میں سے قرار دیتے ہیں۔آپ کے انشاپرداز ہونے کی دوسری وجہ آپ کی مذہبی کتب کا طرز تحریر ہے۔تصنع، تکلف اور اثر انگیزی آپ کی مذہبی کتب میں بھرپور جھلکتی ہے۔

* اسسٹنٹ پروفیسر، انسٹیٹوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور میرس، سندھ

جو آپ کے انشا پرداز ہونے کے واضح ثبوت فراہم کرتی ہے۔ کیونکہ انشا پردازی کا مفہوم یہی ہے کہ تقریر و تحریر میں اثر انگیزی پیدا کی جائے۔ جیسے کہ سعید انصاری لکھتے ہیں "رفتہ رفتہ یہ لفظ (انشا پردازی) اثر انگیز تحریر کے لئے بولا جانے لگا ہے۔" (۱)

شبلی کا انداز تحریر انتہائی مؤثر ہے، وہ اپنا مدعا اس طرح سے بیان کرتے ہیں کہ قاری کے ذہن کو متاثر کیے بنا نہیں رہتے۔ اگر اس کے مدعا اور مفہوم پر نظر ہو تو متن کتاب سے سیرت نگاری کے گوشے اجاگر ہوتے ہیں لیکن اگر زبان کی فصاحت و بلاغت پر توجہ ہو تو یہ خالصتاً ایک ادبی کتاب نظر آتی ہے۔ جیسا کہ اس اقتباس پر غور کرنے سے ان کی انشا پردازی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ "اس وقت تک دنیا کی جس قدر تاریخ معلوم ہے اس نے اس قسم کے نفس قدسیہ جو پیش کئے ہیں وہ فضائل اخلاق کی کسی خاص صنف کے نمونے تھے۔ مثلاً جناب مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتب درس میں صرف حلم و تحمل، صلح وعفو، قناعت و تواضع کی تعلیم ہوتی تھی، حکومت و فرمانروائی کے لئے جو فضائل اخلاق درکار ہیں مسیحی تعلیم کی بیاض میں ان سطروں کی جگہ سادی ہے۔ حضرت موسیٰ اور نوح علیہما السلام کے اوراق تعلیم میں عفو عام کے صفحے خالی ہیں۔ اس بنا پر ہر ہر قدم پر نئے نئے رہنما کی ضرورت پیش آئی۔" (۲)

شبلی کی اس تحریر سے واضح ہوتا ہے جہاں ایک طرف وہ رسول اکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم کام یعنی اسلام کی اشاعت کو دیگر انبیاء اور مصلحین سے برتر اور کامل انداز میں بیان کرتے ہیں وہی پر جملوں کی وضع سازی اس انداز میں کرتے ہیں کہ گمان ہوتا ہے کہ یہ کوئی مذہبی کتاب نہیں بلکہ اردو ادب کی کوئی کتاب ہے۔ کتاب ہذا کا اصل مقصد تو پیغمبر اکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کو اجاگر کرنا ہے لیکن شبلی نے سیرت رسول اکرم ﷺ کو سابقہ انبیاء کی سیرت کے ساتھ مقایسانہ انداز میں بہت پر اثر طریقے سے بیان کیا ہے۔ آپ پہلے اولی العزم انبیاء کی سیرت کو انشائیہ انداز میں بیان کرتے ہیں اور پھر اشرف الانبیاء کی سیرت کو بیان کرتے ہیں تاکہ اس مقایسانہ روش کے ذریعے سے سیرت رسول اکرم ﷺ کی عظمت و رفعت کا اندازہ لگایا جا سکے۔ انہوں نے حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی سیرت کو جس فطری انداز میں اجاگر کیا ہے وہ قابل رشک ہے۔ یقیناً ایک باپ کو اپنے بیٹے سے لامتناہی محبت ہوتی ہے لیکن اگر باپ کے ہاتھوں سے نوجوان بیٹے کو قربان کرنا اللہ کو مقصود ہو تو کس کیفیت سے باپ کو گزرنا پڑ رہا ہوگا، شبلی نے اس کیفیت کو جس ادبی انداز میں بیان کیا ہے وہ انتہائی پراثر اور جاذبیت کا حامل ہے۔ "اب ایک طرف نوے سالہ پیر ضعیف ہے جس کو دعاہائے سحر کے بعد خاندان نبوت کا چشم و چراغ عطا ہوا تھا جس کو وہ تمام دنیا سے زیادہ محبوب رکھتا تھا اب اسی محبوب کے قتل کے لئے اس کی آستینیں چڑھ چکی ہیں اور ہاتھ میں چھری ہے۔ دوسری طرف نوجوان بیٹا ہے جس نے بچپن سے آج تک باپ کی محبت آمیز نگاہوں کی گود میں پرورش پائی ہے اور اب باپ ہی کا مہرپرور ہاتھ اس کا قاتل نظر آتا ہے۔ ملائکہ قدسی، فضائے آسمانی، عالم کائنات، یہ حیرت انگیز تماشا دیکھ رہے ہیں اور انگشت بدنداں ہیں۔" (۳) اس پیراگراف میں حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کا تذکرہ ہوتا ہے لیکن انداز بیان انتہائی دلکش، لطف انگیز ہے۔ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ یہ اردو انشا پردازی کا ایک انمول نمونہ ہے۔

رسول اکرم کی شخصیت کا ایک وصف آپ کی جامعیت ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ "قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔" (۴) کہئے کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف بھیجا ہوا اس اللہ کا پیغمبر ہوں۔

رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جامعیت کو جس موثر انداز میں شبلی نے بیان کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ وہ رسول اکرم کی شخصیت میں ان کے تمام انسانی پہلوؤں کو اس طرح اجاگر کرتے ہیں۔ "عالم انسانی اپنی تکمیل کے لئے ہمیشہ ایسے جامع کامل کا محتاج رہا جو صاحب شمشیر و نگین بھی ہو اور گوشہ نشین بھی، بادشاہ کشور کشا بھی ہو اور گدا بھی، فرمانروائے جہاں بھی ہو اور سجہ گرداں بھی، مفلس قانع بھی ہو اور غنی دریادل بھی، یہ برزخ کامل، یہ ہستی جامع، یہ صحیفہ یزدانی عالم کون کی آخری معراج ہے۔"(۵)

شبلی کی سیرت میں اردو ادب کے حوالے سے سب سے اہم پہلو ان کا ایجاز و اختصار کا ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے موقع پر جو الفاظ استعمال کئے ہیں اس میں یہ پہلو زیادہ نمایاں نظر آتا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں ۔:

"چمنستان دہر میں بارہا روح پرور بہاریں آچکی ہیں، چرخ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزم عالم اہل سروسامان سے سجائی کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئی ہیں۔ لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے کہ جس کے انتظار میں پیر کہن سال دہر نے کروڑوں برس صرف کر دیئے۔ سیارگان فلک میں اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے۔ چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبح جان نواز کے لئے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا۔ کارکنان قضا و قدر کی بزم آرائیاں عناصر کی جدت طرازیاں، ماہ و خورشید کی فروغ انگیزیاں، ابر و باد کی تردستیاں، عالم قدس کے انفاس پاک، توحید ابراہیم، جمال یوسف، معجز طرازی موسیٰ، جان نوازی مسیح، سب اسی لئے تھے کہ یہ متاع ہائے گراں از شاہنشاہ کونین کے دربار میں کام آئیں گے۔"(۶)

شبلی نے اپنی تحریر میں استعارات اور مجازات کا بھی استعمال کیا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔ "آفتاب کی روشنی دور پہنچ کر تیز ہو جاتی ہے۔ شمیم گل باغ سے نکل کر عطر فشاں بنتی ہے۔ آفتاب اسلام طلوع مکہ میں ہوا لیکن کرنیں مدینہ کے افق پر چمکیں"(۷) "اور تمام قبائل قریش میں اپنی آتش بیانی سے آگ لگا آئے"۔ (۸) "آپ نے دست مبارک سے پھاوڑا مارا تو چٹان ایک تودہ خاک تھی۔" (۹) "گو اس کے دل میں اسلام کا نور آچکا تھا لیکن تاج و تخت کی تاریکی میں وہ روشنی بجھ کر رہ گئی۔"(۱۰) "پھر نامہ مبارک کو چاک کر ڈالا لیکن چند روز بعد خود اس کی سلطنت عجم کے پرزے اڑ گئے۔"(۱۱) "اب وقت آگیا کہ آفتاب حق حجاب ہائے حائل کو چاک کر کے باہر نکل آئے۔"(۱۲) "بت پرستی کے یہ وہ طلسم تھے جن میں سارا عرب گرفتار تھا، اب ان کی بربادی کا وقت آچکا تھا اور دفعتاً ہر جگہ خاک اڑنے لگی۔"(۱۳)

شبلی کے یہاں عربی عبارتیں قرآن کی سورتوں، توریت، احادیث مبارکہ اور سیرت و مغازی کے حوالے سے نظر آتی ہیں۔ اس کے علاوہ محدثین اور سیرت نگاروں کے اقوال عربی عبارتوں کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ انہوں نے واقعات کی نوعیت کے حوالے سے قرآنی آیت کو بھی پیش کیا ہے۔ جن میں جنگ بدر، جنگ احد، صلح حدیبیہ، جنگ حنین اور واقعہ کربلا غیرہ کے حوالے سے واقعات کے بیان میں انھوں نے قرآنی آیات سے استفادہ کیا ہے، جن میں سے اکثر کا اردو ترجمہ بھی دیا ہے۔ انہوں نے توریت سے بھی حوالے اردو میں درج کئے ہیں کہ جن میں سے بعض کی عربی عبارتیں بھی موقع کی مناسبت سے درج کی ہیں۔ شبلی نے احادیث مبارکہ سے بھی استفادہ کیا ہے اور اس ضمن میں احادیث کی اہم کتب صحیح بخاری، صحیح مسلم، مسند احمد بن حنبل، ترمذی، مسند دارمی، مستدرک حاکم، مشکوۃ، فتح

الباری، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، زادالمعاد، نووی شرح صحیح مسلم، بزاز، عینی شرح بخاری، مسند ابویعلیٰ، دار قطنی اور موطا امام مالک وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں۔ انہوں نے ان کتب احادیث کی روایات زیادہ تر اردو ترجمہ میں بیان کی ہیں اور کہیں کہیں موقع کی مناسبت سے عربی عبارات بھی نقل کی ہیں۔

شبلی نے تاریخ اور مغازی کی اہم کتابوں سے بھی استفادہ کیا ہے۔ انہوں نے جن کتابوں سے اس ضمن میں استفادہ کیا ہے ان میں تاریخ طبری، طبقات ابن سعد، تاریخ ابن ہشام، تاریخ ابن خلدون، ملل ونحل، فتوح البلدان، تاریخ مکہ، منتخب کنزل العمال، معارف ابن قتیبہ، البدایہ والنہایہ، تاریخ ابن کثیر، کامل ابن اثیر، استیعاب، تہذیب التہذیب، انساب الاشراف، فتوح البلدان، اسد الغابہ، تاریخ ابن عساکر، تاریخ خمیس، ریاض النضرہ، فہرست ابن ندیم، کشف الظنون، فتح المغیث، موضوعات ملا علی قاری، ابویعلی، زرقانی کی مواہب لدنیہ، وفاء الوفاء، طبرانی کبیر، مغازی ابن ابی شیبہ، خصائص الکبریٰ اور روض الانف شامل ہیں۔ انہوں نے زیادہ تر ان کتابوں کی روایتیں اردو میں بیان کی ہیں اور کہیں کہیں موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر عربی عبارتیں بھی نقل کی ہیں۔ شبلی کی تحریر کا ایک وصف یہ ہے کہ انہوں نے امام احمد بن حنبل، امام زہری، خطیب بغدادی، ذہبی، علامہ ابن تیمیہ، حافظ زین الدین عراقی، حافظ ابن حجر، امام بیہقی، علامہ قسطلانی، حافظ ابن قیم، سفیان ثوری، حافظ ابن کثیر وغیرہ کے اقوال کی عربی عبارات نقل کی ہیں جن میں سے اکثر کا اردو ترجمہ بھی دیا ہے۔

شبلی کے یہاں عربی اور فارسی اشعار بھی نظر آتے ہیں جن میں سے اکثر کا اردو ترجمہ بھی دیا ہے۔ انہوں نے عرب کی وجہ تسمیہ قدیم عربی اشعار کے ذریعے بیان کی ہے۔ قصیٰ کے لقب قریش کو انہوں نے عربی شعر سے سمجھایا ہے۔ رسول اکرم کی مدینہ آمد کے موقع پر خواتین کے عربی گیت کو اردو ترجمہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جنگ احد کے موقع پر حضرت عبیدہ نے حضرت ابوطالب کے جو عربی اشعار بیان کئے ان کا اردو ترجمہ بھی دیا ہے۔ جنگ بدر کے بعد قریش نے غیرت کی بنا پر رونے پر پابندی لگادی تھی اس موقع پر جب ایک عورت اس بات پر روئی کہ اس کا اونٹ گم ہو گیا ہے تو اسود نے اس کے جواب میں جو عربی اشعار کہے، انہوں نے اردو ترجمہ کے ساتھ اسے بیان کیا ہے۔ انہوں نے جنگ احد میں ہند کے عربی اشعار اردو ترجمہ کے ساتھ لکھے ہیں۔ غزوہ احزاب میں رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رجز بیان کیا ہے لیکن اردو ترجمہ نہیں دیا ہے۔ مکہ کی یاد میں حضرت بلال کے عربی اشعار اوران کا اردو ترجمہ دیا ہے۔ جنگ خیبر کے موقع پر حضرت عامر ابن الاکوع شاعر کے عربی رزمیہ اشعار بیان کئے ہیں جن کا اردو ترجمہ بھی دیا ہے۔ مرحب اور حضرت علی کے رجز کو اردو ترجمہ کے ساتھ لکھا ہے۔ جنگ احد میں حضرت زیاد نے جس طرح رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں جان دی اس کو شبلی نے فارسی اشعار میں بیان کیا ہے۔ ہجرت حبشہ کے موقع پر جو لوگ ناداری کے سبب رہ گئے تھے ان کے درد کو فارسی شعر سے اجاگر کیا ہے۔ رسول اکرم کی ولادت کے بیان میں فارسی اشعار بیان کئے ہیں۔ ”خسرو پرویز نے رسول اکرم کا نامہ مبارک چاک کرڈالا تھا۔“(۱۴) اس حوالے سے نظامی نے شیریں خسرو میں اس پوری داستان کو فارسی اشعار میں بیان کیا تھا جسے شبلی نے بھی نقل کیا ہے۔

مستشرقین کی کتابوں سے عبارت کا صرف اردو ترجمہ ہی شبلی نے دیا ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے بوسورتھ سمتھ کی کتاب ”Mohammed and Mohammedanism“، مارگولتھ کی کتاب ”Mohammad“، پروفیسر نولڈیکی کی کتاب ”Historians History of the world“، ڈاکٹر ہسٹنگس کی کتاب ”Dictionary of the Bible“ سرولیم میور کی

"The Life of Mohammed"، یورنڈ فاسٹر کی کتاب "The Historical Geography of Arabia"، کارلائل کی کتاب "Heroes of Islam"، کے حوالے دیئے ہیں۔ شبلی نے اپنی سیرت میں جدول کا بھی استعمال کیا ہے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں فن سیرت سے تعلق رکھنے والے سیرت نگاروں کا ایک جدول دیا ہے جس میں ان کا نام، سن وفات اور ان کے مختصر حالات زندگی بھی بیان کئے ہیں۔ اسی طرح مستشرقین کے نام اور ان کی کتابوں کا جدول بھی دیا ہے۔ انہوں نے قریش کے خاندان میں منصب کی تفصیل بھی جدول کی ذریعے بیان کی ہے اور اس میں منصب، اس کی تفصیل، خاندان کا کام اور جو لوگ ان مناصب پر فائز تھے، ان کی تفصیل دی ہے۔ انہوں نے ہجرت حبشہ میں شامل اصحاب کے نام اور ان کا مختصر احوال بھی جدول میں بیان کیا ہے۔ بیعت وعقبہ میں جو لوگ نقیب مقرر ہوئے ان کے نام اور مختصر احوال بھی جدول میں دیا ہے۔ جو لوگ عالم اور واعظ تھے اور اسی کے ساتھ تحصیل مال اور تبلیغ اسلام کی خدمات انجام دے سکتے تھے ان کی تفصیل جدول کی مدد سے بتائی ہے جس میں ان کا نام، مقام اور کیفیت بیان کی ہے۔ مختلف مقامات پر مساجد میں جو امام اور موذن تعینات کئے گئے، جدول کی مدد سے اس کی وضاحت کی ہے جس میں نام، مقام تقرر اور کیفیت بیان کی ہے۔ شبلی کے یہاں مکالماتی انداز تحریر بھی کہیں کہیں نظر آتا ہے۔ مثلاً غزوہ احزاب کے موقع پر حضرت علی اور عمرو بن عبدود کے درمیان کلمات کو مکالماتی انداز میں بیان کیا ہے۔ قیصر اور ابوسفیان کے درمیان گفتگو کو مکالماتی انداز میں تحریر کیا ہے۔ رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہند کے درمیان گفتگو کو مکالماتی پیرائے میں بیان کیا ہے۔ شبلی کا طرز استدلال محدثانہ طرز کا حامل ہے۔ ان کی تحریر کی ایک خوبی یہ ہے کہ انہوں نے محدثانہ طرز استدلال اختیار کیا ہے اور اس حوالے سے راویوں پر جرح کی ہے۔ جیسے انہوں نے رسول اکرم کے بحیرا سے ملنے کی روایت کو محدثانہ انداز میں مسترد کیا ہے۔ اسی طرح امام بخاری کی تاریخ صغیر سے بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک بیٹے کا نام عبدالعزیٰ تھا، پھر اس روایت کے راوی اسمٰعیل کے بارے میں محدثین کے رائے پیش کی ہے کہ جو اسے جھوٹا، ضعیف اور غیر ثقہ کہتے ہیں۔ اسی طرح ہجرت کے موقع پر غار پر ببول کے درخت اُگنے، کبوتروں کے گھونسلا بنا کر انڈے دینے کے متعلق روایات کو رد کرنے کے لئے محدثانہ پیرائے میں گفتگو کی ہے۔ موحدین سے ملاقات کے ضمن میں قیس بن ساعدہ کی روایت اور اس کے خطبہ کو مصنوعی قرار دیتے ہوئے محدثانہ انداز میں اس کے راویوں پر جرح کی ہے۔ کنانہ بن الربیع کے خزانہ بتانے کے انکار کے جرم میں اس پر رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے سختی کرنے کو محدثانہ انداز میں رد کیا ہے۔ یہ مثالیں اس دلیل کے لئے کافی ہیں کہ انہوں نے واقعات کو رد کرنے کے لئے محدثین کا انداز اپنایا ہے اور جہاں جہاں انہیں اپنے خیال سے غلط روایات کا احساس ہوا وہاں انہوں نے محدثانہ انداز اختیار کر کے ان روایات کو رد کیا ہے۔

شبلی کی تحریر کی ایک اہم خوبی ان کی مختصر نویسی بھی ہے۔ یہ ان کا خاص وصف ہے کہ وہ واقعات کو مختصر بیان کر کے اپنے مطلب کی بات کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔ ان کی سیرت کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے تاریخ کے طویل واقعات کو اپنی اسی خوبی کی وجہ سے مختصر بیان کیا ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان میں قصی، حضرت ہاشم، حضرت عبدالمطلب اور حضرت عبداللہ کے بارے میں چند جملے تحریر کئے ہیں۔ چنانچہ قصی کے بارے میں دو پیراگراف، حضرت ہاشم کے بارے میں تین پیراگراف، حضرت عبدالمطلب کے بارے میں تین پیراگراف اور رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد محترم کے بارے میں دو

پیرا گراف تحریر کئے ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن کے واقعات کو بھی مختصر بیان کیا ہے۔ جنگ احد، جنگ حنین اور جنگ تبوک کو مختصر بیان کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے متعلق واقعات کو مختصر بیان کیا ہے۔ شبلی کی سیرت میں یہ چند نکات اس حوالے سے پیش کئے گئے تاکہ ان کی اردو انشاء پردازی کی خصوصیات سامنے آسکیں۔ ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی اس حوالے سے کہتے ہیں۔ "کتب سیرت کے ذخیرے میں سیرۃ النبی کی انفرادیت کا ایک سبب تو یہ ہے کہ یہ ہماری زبان کے مستند اور صاحب طرز ادیب کی بہترین انشاء پردازانہ صلاحیتوں کا مظہر اور اس کے قلم کی شگوفہ کاریوں کا مرقع ہے"۔(۱۵)

شبلی کی سیرت کو اگر ادبی حوالے سے دیکھا جائے تو بلاشبہ ان کا یہ ایک اہم کارنامہ ہے کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سے متعلق سیرت، تاریخ، مغازی اور احادیث سے واقعات کو چن کر اردو کے قالب میں ڈھالا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنی تحریری خصوصیات کے نتیجہ میں سیرت کو آسان اور سہل بنا کر پیش کیا اور اس حوالے سے سیرت کی کتاب دلچسپی کا باعث قرار پائی۔ قرآن اور احادیث کی عربی عبارات، محدثین کے عربی جملے اور موقع و محل کے مطابق سے عربی اور فارسی اشعار کے استعمال سے ان کی عربی اور فارسی سے دلچسپی نظر آتی ہے اور یہ تمام چیزیں انہیں ایک اسلامی مورخ اور سیرت نگار کا روپ بھی دیتی ہیں۔ اپنے مدعا کو مختصر اور آسان جملوں میں بیان کرنا ان کا وہ صف ہے جو انہیں دیگر ہم عصر مورخین سے ممتاز کرتا ہے۔ شبلی کی پرورش جس ماحول میں ہوئی تھی اس کے اثرات بھی ان کی سیرت میں نظر آتے ہیں اور اس حوالے سے کہیں کہیں وہ اپنی قوم کا شکوہ بھی کرتے ہیں۔ مجموعی طور پر ادبی حوالے سے ان کی سیرت النبی کو اردو کی بہترین سیرت قرار دیا جاسکتا ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ انصاری، سعید، مولانا شبلی اردو کے بہترین انشاپرداز (لکھنو: اسحاق علی علوی پرنٹر، الناظر پریس، 1924) ص14

۲۔ شبلی، نعمانی، علامہ، سیرۃ النبی (کراچی: دار الاشاعت، مئی 1985) ج1، ص18

۳۔ ایضاً، ص102 ۴۔ القرآن: 7/158

۵۔ شبلی، سیرۃ النبی، ص18-19 ۶۔ ایضاً، ص108

۷۔ ایضاً، ص155 ۸۔ ایضاً، ص216

۹۔ ایضاً، ص246 ۱۰۔ ایضاً، ص270

۱۱۔ ایضاً، ص270 ۱۲۔ ایضاً، ص294 ۱۳۔ ایضاً، ص304

۱۴۔ صحیح بخاری کی روایت نمبر 7264 میں اس کا ذکر کچھ یوں ہے۔ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَہُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ- صلی اللہ علیہ وسلم- بَعَثَ بِکِتَابِہِ إِلَی کِسْرَی، فَأَمَرَہُ أَنْ یَدْفَعَہُ إِلَی عَظِیمِ الْبَحْرَیْنِ، یَدْفَعُہُ عَظِیمُ الْبَحْرَیْنِ إِلَی کِسْرَی، فَلَمَّا قَرَأَہُ کِسْرَی مَزَّقَہُ۔ عبداللہ بن عباس نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ (شاہ ایران) کو خط بھیجا اور قاصد عبداللہ بن حذافہ کو حکم دیا کہ خط بحرین کے بادشاہ کے حوالہ کردیں تاکہ وہ کسریٰ تک پہنچائے گا۔ جب کسریٰ نے اس خط کو پڑھا تو اسے پھاڑ دیا۔

۱۵۔ ظفر احمد صدیقی، ڈاکٹر، مولانا شبلی نعمانی بحیثیت سیرت نگار (لاہور: دارالنوادر، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، 2005ء) ص۲۶

☆☆☆☆☆